OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.com

Hazara Islamicus, Vol.:13, Issue: 01, Jan-June 2024
PP: 1-16

رسالتِ محمدیہ ﷺ کی عالم گیریت سے متعلق پولس انطاکی کی آراء کا تجزیہ

Analysis of Paul of Antioch's views about universality of prophethood of Muhammad (PHUH)

Syed Adeel Shah
PhD Scholar, Department of Islamic Studies,
Al-Hamd Islamic University, Islamabad

Rukhsana Tabassam
Ph.D. scholar, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan

Safia
Lecturer, department of Islamic studies and Arabic studies,
University of Swat, Swat
PhD Scholar, Department of Islamic and Religious studies,
University of Malakand, Malakand

Abstract

Muslim Christian polemics have long history since the emergence of Islam. This article spreads light on one of such polemical aspect initiated by Paul of Antioch, a Christian theologian who served as the bishop of the Melkite Church in Sidon. He prepared a document titled "Letter to a Muslim Friend" and spread it among Muslim communities in the 12th and 13th centuries in Egypt, Syria, and Baghdad. In this document, he presented various claims. One of those claims was that the Quran describes Prophet Muhammad (PBUH) as an apostle of God sent to the Arabs communities only. The nature of his prophethood was not universal, which is why Christians do not stand in the domain of his propagation. He tried to infer this discourse through out of context interpretations of some selected Quranic verses. Such interpretations were highly criticized by not just Muslim Scholars but modern Christians as well. On another side such claim of Paul has not only been accepted in modern oriental discourses, but it has also been supported with new and numerous pieces of evidences and logics. This article

CC BY

presents an account of such a theory and an analysis has been put forward in this regard with the help of Quranic verses, sayings of the holy prophet, and historical evidences. At the end of the article, the results of the study have been given as a conclusion.

Key Words *Prophet Muhammad (PBUH), Paul of Antioch, Orientalism.*

تعارف

انطاکیہ میں گیارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی کے درمیان کسی نامعلوم عہد میں صیدون کا ایک بشپ گزرا ہے جس کا نام پولس تھا۔اس کا تعلق ملکانی مسیحیت کے ساتھ تھا۔پولس نے" **الرسالة الی بعض اصدقائ الذین بصیدا من المسلمین**" کے عنوان سے ایک دستاویز تیار کی جس میں اس نے مختلف دعاوی پیش کیے ہیں[1]۔اس نے اپنی دستاویز میں لکھا ہے کہ میں نے روم کے بعض علاقوں کا سیاحتی دورہ کیا جس کے دوران مجھے روم میں موجود متعدد ارباب کلیسیا کے ساتھ ملاقات کا موقع ملا۔مجھے ان مسیحی علماء سے معلوم ہوا کہ وہ اسلام کا بالاستیعاب مطالعہ کرچکے ہیں اور اس مطالعہ کے باوجود انھوں نے مسلمان ہونے کے بجائے مسیحیت پر کاربند رہنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔جب میں نے ان سے پوچھا کہ قرآن مجید کے مطابق ہر وہ شخص جو اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین پر کاربند رہے گا، اس کا دین اور مذہب اللہ کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں ہوگا[2]۔پھر وہ اسلام کو قبول کرنے سے کیوں گریزاں ہیں اور ان کے قبول اسلام میں کون سی چیز مانع ہے؟

انھوں نے جواب دیا کہ وہ قرآن مجید کا مطالعہ کرچکے ہیں اور ان کو قرآن مجید میں پیغمبر اسلام ﷺ کی بابت ایسی آیات ملی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نبوت ورسالت کا دائرہ محض مشرکینِ عرب تک محدود تھا۔اس کو عرب کے مسیحیوں اور حدود عرب سے باہر رہنے والے غیر مسلموں تک توسیع نہیں دی جاسکتی ہے۔اس لیے ان پر پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت ورسالت کو قبول کرکے ان کے دین کو اختیار کرنا جائز یا ضروری نہیں ہے[3]۔

اس جواب میں ایک اچھوتا پن یہ ہے کہ دیگر غیر مسلم بالخصوص مسیحی علماء میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہے جن کی تحریروں میں پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت کا انکار کیا گیا ہے اور آپ ﷺ کی رسالت، وحی اور پیغام کو جعلی، جھوٹ، ذہنی ہیجان یا مفاد پرستی کا شاخسانہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے[4] جب کہ پولس انطاکی کے "الرسالۃ" ایک الگ منہج نظر آتا ہے۔اس میں آپ ﷺ کی نبوت کا اثبات کیا جارہا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ دعویٰ کیا جارہا ہے کہ اس نبوت کا دائرہ کار عرب کی جغرافیائی حدود تک تھا۔

اس ضمن میں پولس انطاکی کے بقول مسیحی علماء نے اپنے مؤقف کی تائید میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کیے تھے۔

- قرآن مجید کی متعدد آیات میں یہ باور کروایا گیا ہے کہ اس کتاب کا نزول عربی زبان میں ہوا ہے تاکہ اہل عرب اس کے مضامین اور تعلیمات کو بحسن وخوبی سمجھ سکیں[5]۔عربی زبان میں اس کتاب کو بھیجنے کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس کی تعلیمات پر عمل کرنے میں کوئی دقت یا مشکل درپیش نہ ہو اور اس کے قارئین تقویٰ اور پرہیزگاری کو اختیار کرسکیں۔بالفاظ دیگر اس کتاب کی رہنمائی میں مثبت انداز میں اپنی کردار سازی کر سکیں[6]۔پولس کے مطابق اس کی ملاقات جن مسیحی علماء کے ساتھ ہوئی ان کا مؤقف تھا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ

سنت ہے کہ وہ جب کسی پیغمبر کو مبعوث فرماتا ہے، تو اس کو اس کی اپنی قوم کی زبان میں وحی، ہدایت اور تعلیمات سے بہرہ ور کرتا ہے تاکہ پہلے وہ اور اس کے بعد اس پیغمبر کی قوم کو الٰہی ہدایات و تعلیمات کا فہم حاصل ہو سکے[7]۔اس نقطہ کی رو سے دیکھا جائے تو اہلِ عرب ہی قرآن مجید کے مخاطبین ہیں کیونکہ یہ ان کی زبان میں نازل ہوا ہے۔

- عرب کے مشرکین تعلیم اور تہذیب و تمدن سے عاری تھے اس لیے وہ مذہبی اعتبار سے ہدایت سے کوسوں دور تھے۔ حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے قبل ان کی طرف کسی نبی یا رسول کو نہیں بھیجا گیا تھا۔آپ ﷺ نے آکر ان کو خدا کی تعلیمات سے آگاہ کیا اور ان کو تزکیہ نفس کے مراحل سے گزارتے ہوئے ایک ایسے ضابطہ حیات سے روشناس کیا جس کی بدولت ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہو گیا تھا۔اس انقلاب سے قبل وہ صریح گمراہی میں مبتلا تھے[8]۔لہٰذا آپ ﷺ کی تعلیمات کا محور و مرکز محض وہ اقوام تھیں جن میں بت پرستی اور کفر و شرک کی وبا پھیل چکی تھی۔عیسائی اقوام شرک اور بت پرستی میں مبتلا نہیں ہیں اس لیے وہ آپ ﷺ کی دعوت و تبلیغ کے مخاطبین میں شامل بھی نہیں ہیں۔
- مسیحیوں کا اپنے دین کو چھوڑ کر پیغمبر اسلام ﷺ کے دین کو اختیار کرنا عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب ان کے حواریوں نے "المائدۃ" کے معجزہ کا مطالبہ کیا تب آپ علیہ السلام کے حواریوں کے سامنے وہ معجزہ رونما ہوا تھا اور اس کے ساتھ ان کو خبردار بھی کر دیا تھا کہ اگر اس کے بعد کسی نے مسیح علیہ السلام کے دین کو ترک کیا تو اس پر دردناک عذاب نازل ہو جائے گا[9]۔ لہٰذا کسی بھی عیسائی کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ کے دین کو اختیار کرنا اب جائز نہیں ہے۔
- پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت مسیحیوں کے لیے نہیں ہے کیونکہ ان کی طرف ایسے انبیاء و رسل مبعوث کیے جا چکے تھے جو ان کی اپنی زبان میں ان کو اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پہنچا چکے تھے۔ان انبیاء کی بعثت کے بعد مسیحیوں کو کسی نئے نبی یا رسول کی تعلیمات یا تبلیغ کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کی وہ آیت جس میں اسلام کے علاوہ کسی بھی دوسرے دین کو ناقابلِ قبول قرار دیا ہے[10]، اس سے مراد عرب کے مشرکین کی جانب سے کسی بھی دین کو اختیار کرنے کی ممانعت ہے۔آپ ﷺ کی بعثت کے بعد مشرکینِ عرب میں سے اگر کوئی بھی شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو اختیار کرے گا تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ پولس انطاکی کا دعویٰ ہے کہ:

- اہل عرب کی طرف اللہ تعالیٰ نے کسی بھی پیغمبر کو مبعوث نہیں فرمایا تھا۔اس لیے ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے ایک پیغمبر کی ضرورت تھی۔
- یہ ضرورت پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت کے ذریعے پوری کی گئی تھی۔
- پیغمبر اسلام ﷺ عربی زبان بولتے تھے۔آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب "قرآن مجید" بھی عربی زبان میں ہے۔اس لیے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت بھی صرف ان بت پرست لوگوں تک محدود ہے جو خطہ

عرب میں رہتے ہیں۔

- عرب میں رہنے والے مسیحی آپ ﷺ کی تبلیغ کے مخاطب نہیں ہیں کیونکہ ان مسیحیوں تک آپ ﷺ سے قبل انبیائے بنی اسرائیل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ وہ اسی دین پر کاربند ہیں اور اس کو ترک کر کے اسلام کو قبول کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔

پولس انطاکی کے دعویٰ کے مابعد مظاہر

- ارباب کلیسا کے دیگر دعاوی کی طرح پولس انطاکی کے مؤقف کو بھی عصرِ حاضر کے مستشرقین نے نہ صرف قبول کیا بلکہ اس کو نئے اور متنوع اسالیب میں پیش کیا ہے۔اس ضمن میں ان کی جانب سے گلوبلائزیشن اور آفاقیت کے تقاضوں کو بھی یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔اس ضمن میں جدید مستشرقین کے مؤقف اور پولس انطاکی کے دعویٰ میں کوئی تعارض نہیں ہے البتہ اسلوب میں تنوع واقع ہوا ہے۔ پولس نے محض قرآنی آیات کی رو سے اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جب کہ جدید مستشرقین نے دیگر ذرائع اور وسائل سے بھی استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ :
- پولس انطاکی کے بعد ایک مسیحی پادری "**الصفی ابن العصال**" نے 1238ء اور 1243ء کے درمیانی دور میں "**الصحائح فی جواب النصائح**" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جو اصل میں علی بن ربن طبری کی کتاب "**الدین والدولة**" کا جواب تھی۔اس کتاب میں العصال نے پولس انطاکی کے الرسالۃ سے بھی استفادہ کیا تھا۔اس نے لکھا کہ ارباب کلیسیا کو جب پیغمبر اسلام ﷺ کی آمد کی خبر ملی تو انھوں نے یہی جواب دیا کہ ان کی بعثت حجاز کے اہل عرب کے لیے تھی۔آپ ﷺ نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ ان کو ہماری طرف مبعوث کیا گیا ہے۔
- ولیم میور لکھتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت کی آفاقیت کا دعویٰ ان کی رحلت کے بعد تشکیل دیا گیا تھا۔اگرچہ مسلمانوں نے اس ضمن میں متعدد قرآنی آیات اور احادیث پیش کی ہیں لیکن پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے آپ کو عالم گیر پیغمبر کے طور پر نہیں سوچا تھا۔آپ ﷺ نے جو شریعت پیش فرمائی تھی وہ اپنی روح اور مزاج کے اعتبار سے خالصتاً عرب کے لوگوں کے لیے تھی۔آپ ﷺ نے اپنی بعثت سے اپنی وفات تک اپنی دعوت کو محض عرب تک محدود رکھا تھا۔[11]
- اے جے ونسک کا دعویٰ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے اولین عہد میں صرف مشرکینِ عرب کو اسلام کی تبلیغ فرمائی تھی۔ بعد میں آپ ﷺ نے دیگر علاقوں کے لوگوں کو بھی اس میں شامل کر لیا تھا۔اس لیے آپ ﷺ کے مشن کی ابتداء میں پیش کی جانے والی قرآنی آیات ان آیات سے متعارض ہیں جو بعد میں پیش کی جاتی تھیں[12]۔
- ونسک نے اس ضمن میں جن دلائل کو پیش کیا ہے ان میں قرآن مجید کی وہ آیات بطور خاص شامل ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کو "ام القریٰ" اور اس کے گرد و نواح کے لوگوں کو ڈرانے

کے لیے مبعوث کیا گیا ہے[13]۔قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے تا کہ تم لوگ اس کو سمجھ سکو[14] اس کے مطابق آپ ﷺ کا "نبی امی[15]" ہونا بھی صرف اہل عرب کی طرف بعثت پر دلالت کرتا ہے۔

- ولیم منٹگمری واٹ کا دعویٰ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کو خدا کی طرف سے اسی طرح الہام کیا جاتا تھا جس طرح انبیاءِ بنی اسرائیل کی طرف الہام ہوتا تھا۔یہ الگ بات ہے کہ عہد نامہ عتیق میں مذکور پیغمبروں نے اپنے زمانے کے معمول بہ مذاہب پر تنقید کی تھی جب کہ محمد ﷺ کا مشن ان لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچانا تھا جس کے پاس عملی طور پر کوئی مذہب نہ تھا[16]۔اس نے دوسری جگہ لکھا ہے کہ لوگوں کے ان کے مستقبل کی خبریں پہنچانا پیغمبر اسلام ﷺ کا فریضہ نہیں تھا بلکہ ان کا کام اپنے لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچانا تھا[17]۔
- معروف مغربی مستشرق اور مؤرخ و نقاد نے نبی اکرم ﷺ کے تذکرہ میں آپ ﷺ کے لیے "پیغمبرِ عرب" کا نام استعمال کیا ہے[18]۔

اہل عرب کی طرف انبیاء کی بعثت

اہل عرب کی طرف نبی اکرم ﷺ سے قبل بھی انبیاء مبعوث ہوئے ہیں۔لہٰذا پولس انطاکی کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے قبل عرب کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔عرب میں نبی اکرم ﷺ سے قبل جن انبیاء کی بعثت ہوئی تھی ان میں ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام اور پھر نبی اکرم ﷺ قابل ذکر ہیں۔چونکہ پولس انطاکی نے قرآن مجید کی رو سے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اس لیے اس کو چاہیے تھا کہ وہ قرآن مجید کا بالاستیعاب مطالعہ کرتا، اس صورت میں اس کو اپنا مقدمہ پیش کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔ذیل میں ان قرآنی آیات کے حوالے پیش کیے جاتے ہیں جن میں عرب میں مبعوث ہونے والے انبیاء کا ذکر ہے۔

- حضرت ہود علیہ السلام
- الاعراف: آیت 65 تا 72۔
- ہود: آیت 50 تا 60۔
- المؤمنون: آیت 31 تا 41۔
- الشعراء: آیت 123 تا 140۔
- فصلت: آیت 15 تا 16۔
- الاحقاف: آیت 21 تا 25۔
- الذاریات: آیت 41 تا 42۔
- القمر: آیت 18 تا 22۔
- الحاقہ: آیت 6 تا 8۔
- الفجر: آیت 6 تا 8

حضرت صالح علیہ السلام

- الاعراف: آیت 73 تا 79۔
- ھود: آیت 61 تا 68۔
- الحجر: آیت 80 تا 84۔
- شعراء: آیت 141 تا 159۔
- النمل: آیت 45 تا 54۔
- القمر: آیت 23 تا 32۔
- الشمس: آیت 11 تا 15۔
- الاسراء: آیت 59۔
- فصلت: آیت 17 تا 18۔
- الفجر: آیت 9۔
- الذاریات: آیت 43 تا 45۔
- النجم: آیت 51

حضرت شعیب علیہ السلام

- الاعراف: آیت 85 تا 93۔
- ھود: آیت 84 تا 95۔
- الحجر: آیت 78 تا 79۔
- العنکبوت: آیت 36 تا 37

عربی زبان میں قرآن مجید کا نزول

یہ سچ ہے کہ نبی اکرم ﷺ عربی زبان بولتے تھے اور قرآن مجید بھی عربی زبان میں نازل ہوا تھا لیکن اس سے ہر گز ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ کی نبوت کا دائرہ کار محض عرب تک محدود تھا۔ عربی زبان کو نزول قرآن کے لیے کیوں منتخب کیا گیا تھا؟ ڈاکٹر محمود احمد غازی نے تفصیلات کے ساتھ اس کی مندرجہ ذیل تین وجوہات لکھی ہیں:

- یہ زبان اتنی ترقی یافتہ تھی کہ یہ قرآن مجید کے مطالب کا تحمل کر سکے۔
- اس زبان میں اسلام سے قبل کسی قسم کے غیر اسلامی تصورات موجود نہ تھے اور نہ کسی غیر اسلامی نظریہ کی چھاپ تھی۔ ایک اعتبار سے یہ ایک ایسی کنواری زبان تھی جس پر قرآن مجید کی چھاپ جتنی گہری، دیرپا اور پختہ ثابت ہوئی وہ کسی اور زبان میں نہیں ہو سکتی تھی۔
- یہ زبان صدیوں سے بغیر کسی رد و بدل کے موجود ہے۔ دنیا کی باقی تمام زبانیں مرور ایام کے ساتھ بدل چکی ہیں۔ عربی زبان اس سے مستثنیٰ ہے[19]۔

قرآن مجید کا عربی زبان میں نزول اس کی علاقائیت پر نہیں بلکہ دیگر پہلوؤں پر دلالت کرتا ہے۔ اس ضمن میں امام قرافی

نے مندرجہ ذیل نکات پیش کیے ہیں:

- اپنی قوم کی زبان میں پیغمبر اس لیے خطاب فرماتے ہیں کہ اس سے قوم کے لیے پیغمبر کی گفتگو کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے اور اس پر حجت قائم ہو جاتی ہے۔اسی لیے پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن مجید کی زبان عربی تھی[20]۔ لیکن اس کے ساتھ سمجھنے والی دوسری بات یہ بھی ہے کہ جب اپنی زبان سمجھنے والی قوم پیغمبر کی دعوت پر ایمان لے آئے تو اس کی مہم کا دائرہ کار وسیع ہو کر اگلی اقوام تک جا پہنچتا ہے[21]۔
- یہ بھی غور طلب پہلو ہے کہ تورات کو اللہ تعالیٰ نے عبرانی زبان میں نازل کیا تھا اور انجیل کو عیسائیوں نے رومی زبانوں میں لکھا تھا[22]۔اس اعتبار سے عیسائی تورات پر عمل کرنے میں حق بجانب نہیں ہیں کیونکہ تمام عیسائی مکاتب فکر اس کی عبرانی زبان کو نہیں سمجھتے ہیں۔اس پر مستزاد یہ کہ قبطی اور حبشی عیسائی انجیل کی پیروی میں غلطی پر ہیں کیونکہ ان کو عبرانی کے ساتھ ساتھ رومی زبان کا فہم بھی حاصل نہیں ہیں۔یہ لوگ تراجم پر گزارا کر رہے ہیں اور اگر ان کے لیے تراجم نہیں کیے جاتے تو یہ کبھی بھی بائبل کو نہ سمجھ سکتے تھے۔
- امام قرافی کے مطابق بعض قرآنی آیات آیات میں "یا ایھالناس" کہہ کر تمام انسانوں کی تخصیص کی گئی ہے۔بعض میں" یا ایھا الذین آمنوا" کہہ کر صرف اہل ایمان کی تخصیص کی گئی ہے۔کچھ آیات میں مشرکین عرب کو مخاطب کیا گیا ہے اور بعض آیات میں بنی اسرائیل کو مجموعی طور پر جب کہ بعض صرف یہودیوں اور بعض میں صرف عیسائیوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ان آیات کا مقصد سب کو الگ الگ متنبہ کرنا ہے تاکہ جاہل کو یہ دھوکہ نہ محسوس ہو کہ "زید" کہہ کر "عمرو" مراد لیا جا رہا ہے[23]۔
- یہ درست ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ایک آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں [24] لیکن اس آیت کے باوجود آپ ﷺ نے غیر عربوں کو بھی اسلام کی دعوت دی تھی۔ آپ ﷺ کے دشمنوں نے بھی اس آیت سے آپ ﷺ کی نبوت کی علاقائیت کے ضمن میں استدلال نہیں کیا تھا حالانکہ وہ عربی بہت اچھی طرح جانتے تھے۔حیرت ہے کہ عربی زبان سے نابلد رومی مسیحی علماء نے اس کا یہ مفہوم کیونکر اخذ کر لیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہی ہے کہ قریبی رشتے دار دعوت و تبلیغ کے زیادہ حق دار ہیں۔اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ دیگر لوگوں تک دعوت و اصلاح کا کام وسیع نہیں کرنا چاہیے۔اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ اپنے بیٹے کی تربیت کرو تو اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اپنے غلام کی تربیت مت کرو[25]۔

اس ضمن میں امام ابن تیمیہ نے پولس انطاکی کے مؤقف پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرمایا ہے کہ ہم نے ہر ایک رسول کو اس کی اپنی قوم کی زبان کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے رسول کو محض اس کی اپنی قوم میں مبعوث فرمایا ہے۔لہٰذا یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت محض اہل عرب کے لیے نہیں بلکہ اقوام عالم کے لیے ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ اہل عرب آپ ﷺ سے براہ راست فیض حاصل کرتے ہیں جب کہ دنیا کی باقی اقوام آپ ﷺ کی تعلیمات سے ترجمہ کے ذریعے ہدایت پاتی ہیں[26]۔

اس کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ تراجم کے ذریعے دیگر اقوام کے ساتھ تعامل کو انسانی تاریخ کے ہر عہد میں عملی صورت دی گئی ہے۔ خود نبی اکرم ﷺ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ یہود کی زبان سیکھیں۔ انھوں نے پندرہ دنوں میں یہودیوں کا رسم الخط سیکھا اور پھر انھوں نے یہودیوں کے ساتھ ہونے والی خط و کتابت میں اپنی خدمات پیش کی تھیں[27]۔ عصرِ حاضر میں بھی ترجمہ نگاری کے فن کو انتہائی اہمیت حاصل ہے اور بین الاقوامی تعلقات میں اس کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔

جس قرآن کی زبان عربی کو بنیاد پر کر پولس نے اسلام کو علاقائیت کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی ہے اسی قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت عالم گیر اور آفاقی نوعیت کی تھی۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل آیات قابل غور ہیں:

قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا[28]

ترجمہ: اعلان کر دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لیے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے[29]۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ[30]

ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا[31]

ترجمہ: بابرکت ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہاں کو ہوشیار کر دے۔

هُوَالَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ[32]

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا، تاکہ اسے ہر دین پر غالب کر دے، خواہ مشرک لوگ برا جانیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَ أَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ[33]

ترجمہ: تم سب سے بہتر امت چلے آئے ہو، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر تھا، ان میں سے کچھ مومن ہیں اور ان کے اکثر نافرمان ہیں۔

الر كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ

ترجمہ: الٓرٰ۔ ایک کتاب ہے جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے، تاکہ تو لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائے، ان کے رب کے اذن سے، اس کے راستے کی طرف جو سب پر غالب، بے حد تعریف والا ہے[34]۔

مذکورہ آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے آپ ﷺ کو عالم گیر اور آفاقی نبوت و رسالت کا حامل قرار دیا

ہے۔ نصوص قرآنیہ کے علاوہ متعدد احادیث مبارکہ سے بھی یہی نظریہ ثابت ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل فرامینِ نبی ﷺ اس ضمن میں قابل غور ہیں:

"انی بعثت رحمة وکافّة فأدوا عنی[35]"

میں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تم میری دعوت کو تمام دنیا میں پھیلاؤ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

" کان النبي يبعث إلى قومه خاصة، وبعثت إلى الناس عامة[36]"

تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوتے تھے لیکن میں تمام انسانوں کے لیے عام طور پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

" والذي نفس محمد بيده، لا يسمع بي احد من هذه الامة يهودي، ولا نصر اني، ثم يموت ولم يؤمن بالذي ارسلت به، إلا كان من اصحاب النار[37]"

جس ذات کے قبضے میں میری جان ہے اس کی قسم! اس امّت کا (اس دور کا) جو کوئی بھی یہودی یا نصرانی میری خبر سن لے (میری نبوت رسالت کی دعوت اس کو پہنچ جائے) اور پھر وہ (مجھ پر اور) میرے لائے ہوئے پیغام پر ایمان لائے بغیر مر جائے، تو وہ ضرور دوزخیوں میں سے ہو گا۔

اسلام کی دعوت کے مخاطبین میں مسیحیوں کی شمولیت

پولس انطاکی کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ آپ ﷺ کی دعوت میں عیسائی شامل نہیں ہیں۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں اہل کتاب سے خطاب کیا گیا ہے۔ بعض آیات میں صرف نصاریٰ سے گفتگو کی گئی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کے مخاطبین میں عیسائی بھی شامل ہیں۔ چونکہ پولس انطاکی نے قرآنی آیات کی رو سے اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اس لیے اگر وہ قرآن مجید کا بالاستیعاب مطالعہ کرتا تو اس کو مندرجہ ذیل قرآنی آیات میں مسیحیوں سے واضح اور صریح خطاب نظر آ جاتا اور اس کا مقدمہ تشکیل پانے سے قاصر رہتا:

عقیدہ تثلیث کی نفی[38]

- مسیح علیہ السلام کے بارے میں مبالغہ آرائی سے ممانعت[39]
- مسیح علیہ السلام کی الوہیت کی نفی[40]
- عیسائیوں کے عقیدہ ابنیت کی نفی[41]
- مسیح علیہ السلام کی مصلوبیت کی نفی[42]

اگر قرآن مجید کے مخاطبین میں عیسائی شامل نہیں ہیں تو مذکورہ امور کا قرآن مجید میں ذکر چہ معنیٰ دارد؟

عیسائیوں کو اسلام کی دعوت کا نبوی منہاج

یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عیسائیوں کو اسلام کی دعوت نہیں دی۔ دلائل و براہین سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے متعدد مواقع پر عیسائیوں کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ ان کے ساتھ آپ ﷺ کا مکالمہ بھی ہوا تھا۔ اس ضمن

میں مندرجہ ذیل نکات کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے:

- قرآن مجید نے سابقہ انبیاء پر ایمان کو اسلام کا جزولازم قرار دیا ہے[43]۔
- سابقہ انبیاء کی توہین، گستاخی یا اہانت کو کفر قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ ان کے درمیان کسی قسم کی تفریق کا ارتکاب نہ کریں[44]۔
- سابقہ انبیاء نے نبی اکرم ﷺ کی آمد کی خبریں دے رکھی تھیں اس لیے اپنی کتابوں سے باخبر یہودی اور عیسائی، قرآن کی رو سے، دونوں نبی اکرم ﷺ کو پہچان چکے تھے[45]۔
- اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم دے رکھا تھا کہ آپ اہل کتاب کے ساتھ احسن انداز میں مذہبی دعوت و تبلیغ کے ضمن میں بحث و مکالمہ (مجادلہ احسن) کریں[46]۔

اس مجادلہ احسن کی بہترین مثال اہل نجران کے ساتھ نبی علیہ السلام کا مکالمہ ہے جس میں متعدد موضوعات پر آپ ﷺ نے گفتگو فرما کر ان پر اسلام کو پیش فرمایا تھا۔اس کی تفصیلات اسلامی تراث میں محفوظ ہیں[47]۔مجادلہ احسن کے ضمن میں قرآن مجید نے "کلمہ سواء" کو بنیاد بنانے کا حکم دیا ہے[48]جس کی رو سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر مسلمانوں اور عیسائیوں کو ایک مرکز پر لانے کے بعد گفتگو کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔اہل نجران کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے اس کو ہی بنیاد بنا کر گفتگو فرمائی تھی[49]۔

مسیحی حکمرانوں کو نبی اکرم ﷺ کے دعوتی خطوط

یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ بعثت کے بعد عرب سے باہر تشریف نہیں لے کر گئے تھے اس لیے غیر عرب اقوام تک اسلام کی دعوت و تبلیغ اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی تبلیغ کا کوئی جواز نہیں ہے۔ مستند تاریخی حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے غیر عرب حکمرانوں کو دعوتی خطوط ارسال فرمائے تھے اور ان کو اسلام کی دعوت دی تھی۔اس ضمن میں سیرت النبی ﷺ سے متعلقہ کتب میں متعدد مثالیں موجود ہیں۔سیرت نگاروں آپ ﷺ کے ان خطوط کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے جو آپ ﷺ نے غیر مسلم حکمرانوں کو ارسال فرمائے تھے۔

ابن سعد کی روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ ذوالحجہ 6ھ میں حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے تمام بادشاہوں کو خطوط لکھے جن میں ان کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی[50]۔ان میں سے حبشہ کے عیسائی حکمران نجاشی کے نام خط لکھا گیا تھا یہ اس نجاشی کے علاوہ تھا جو اسلام لایا تھا اور نبی اکرم ﷺ نے جس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی تھی۔اس نجاشی نے بھی خط پڑھ کر اسلام قبول کر لیا تھا۔اس کے ساتھ اس کے درباری بھی مسلمان ہو گئے اور اس نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک پہناوہ بطور تحفہ بھیجا۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تلک اہل حبشہ تم سے کوئی تعرض نہ کریں تم خواہ مخواہ ان سے لڑائی مول نہ لینا[51]۔

آپ ﷺ کا ایک دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعے روم کے عیسائی حکمران قیصر کو بھیجا گیا تھا۔آپ ﷺ نے اس کو بھی اسلام کی دعوت دی تھی[52]۔اس کے علاوہ آپ ﷺ نے حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کے ذریعے حارث بن ابی شمر

غسانی کے نام بھی ایک خط بھیجا تھا[53]۔ عیسائی حکمرانوں میں مصر کا حکم مقوقس بھی شامل ہے جس کو آپ ﷺ نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہوئے خط لکھا تھا۔ یہ خط حضرت حاطب طب ابی بلتعہ لے کر گئے تھے[54]۔

مذکورہ خطوط خصوصی طور پر عیسائی حکمرانوں کے نام ارسال کیے گئے تھے۔ان خطوط کی ترسیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت اور اسلام کی تبلیغ کا دائرہ کار محض عرب کے بت پرستوں تک محدود نہیں تھا بلکہ اس میں دنیا بھر کے غیر مسلم بھی شامل تھے۔ پولس انطاکی اور اس کے مابعد مستشرقین نے ان خطوط کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ اگر وہ ان خطوط کی جانب التفات کرتے تو یقیناان کو رسالت محمدیہ پر علاقائیت کا الزام لگانے کے لیے خلاہی میسر نہیں آ سکتا تھا۔

بعض مستشرقین کی جانب سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے کسی بھی عیسائی حکمران کے نام تبلیغی خط ارسال نہیں کیا تھا۔ ان کا خیال ہے کہ اس ضمن پیش کردہ تمام خطوط بعد کے زمانے میں مسلمان علماء نے خود تیار کر لیے تھے۔اس الزام کا مسلمان محققین کی جانب سے مسکت جواب سامنے آچکا ہے اور دلائل وبراہین کی روشنی میں ان خطوط کی صحت کو ثابت کیا جاچکا ہے[55]۔

عیسائیوں سے اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں جزیہ کی وصولی کا حکم

قرآن مجید نے واضح طور پر اہل اسلام کو حکم دیا ہے کہ اہل کتاب کے ساتھ اس وقت تک قتال کرو جب تلک وہ اسلام قبول نہیں کر لیتے۔ اگر وہ اسلام قبول نہیں کرتے تو وہ مسلمانوں کو جزیہ ادا کر کے ان کے باجگزار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِوَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ[56]

لڑو ان لوگوں سے جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ یوم آخر پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں اور نہ دین حق کو اختیار کرتے ہیں، ان لوگوں میں سے جنھیں کتاب دی گئی ہے، یہاں تک کہ وہ ہاتھ سے جزیہ دیں اور وہ حقیر ہوں۔

مذکورہ آیت کی روشنی میں ہی نبی اکرم ﷺ کے عہد میں مسیحیوں پر جزیہ عائد ہوا تھا۔اس ضمن میں اہلِ ایلہ، اہل تیماء، اہل دومۃ الجندل، اہل مقنا، اہل اذرح، اہل جرباء اور اہل نجران پر جزیہ کے عائد ہونے کی تفصیلات مؤرخین نے پیش کر رکھی ہیں[57]۔ اگر آپ ﷺ کا دین اور آپ ﷺ کی رسالت عیسائیوں کو محیط نہ ہوتی تو اسلام میں عیسائیوں سے جزیہ وصول کرنے کا سرے سے کوئی تصور ہی نہ ہوتا۔

غلبہ اسلام: نبوت محمدیہ کی آفاقیت کی دلیل

نبی اکرم ﷺ کی وہ احادیث بھی آپ ﷺ کی نبوت کی آفاقیت کے دلائل میں شامل ہیں جن میں آپ ﷺ نے قرب قیامت غلبہ اسلام کی پیشین گوئی فرمائی ہے۔ اس ضمن میں آپ ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ مسلمانوں کے تصادم کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے جس کا اختتام مسیح علیہ السلام کے بطور مسلمان نزول ثانی پر ہو گا۔ وہ آپ ﷺ کے امتی بن کر مسلمانوں کی افواج کی قیادت فرما کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کے پیروکاروں کو شکست دیں گے اور اسلام کا بول بالا ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے یہ

بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میرے سامنے سمیٹ کر رکھ دی تو میں نے اس کے "مشارق و مغارب" کو دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ میرا دین دنیا کے ہر کونے میں پھیل جائے گا۔ کچھ لوگ اس کو تسلیم و رضا کے ساتھ قبول کر لیں گے جب کہ بعض لوگ اس کو طوعاو کرہا قبول کریں گے۔ اس مضمون کی روایات معروف ہیں اور کتب احادیث میں "کتاب الفتن" کے ذیل میں محدثین نے ان کو درج کیا ہے۔

خلاصہ ونتائج

گیارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی کے کسی نامعلوم دورانیہ میں انطاکیہ میں ایک ملکانی بشپ گزرا تھا۔ اس کا نام پولس تھا لیکن اس کو پولس انطاکی کے نام سے شہرے ملی تھی۔ اس نے "الرسالۃ الی بعض اصدقاء الذین بصیدا من المسلمین" کے عنوان سے ایک دستاویز تیار کی جس کو "پولس انطاکی کا خط" کے نام سے شہرت ملی تھی۔ اس دستاویز میں پولس انطاکی نے متعدد دعاوی پیش کیے تھے جن میں سے ایک دعویٰ یہ بھی تھا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت و رسالت آفاقی اور عالم گیر نہیں تھی بلکہ یہ محض عرب کے مشرکین کے لیے تھی۔ اس کے اِس دعویٰ کو جدید مستشرقین نے بھی نہ صرف قبول کیا ہے بلکہ مزید تنوع اور ندرت کے ساتھ اس کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ مقالہ ہذا کے مطابق

- پولس انطاکی کا دعویٰ ہے کہ عرب میں کوئی بھی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ اس خلا کو پر کرنے کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ کو مبعوث کیا گیا تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ کی نبوت کی نوعیت عرب کی علاقائیت تک محدود تھی۔ یہ دعویٰ غلط ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے قبل عرب میں انبیاء کی بعثت ہوئی تھی اور ان میں سے تین انبیاء کا ذکر قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ ان انبیاء کے نام ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام ہیں۔
- پولس کا ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کا عربی زبان میں نازل ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ محض اہل عرب کے لیے ہے۔ قرآن مجید کا عربی زبان میں نزول اس لیے ہوا کیونکہ یہ زبان اپنے عہد کی ترقی یافتہ ترین زبان تھی، اس پر کسی قسم کے غیر اسلامی عقائد کی چھاپ نہیں تھی اور یہ زبان آج صدیوں بعد بھی بغیر کسی تبدیلی کے جوں کی توں موجود اور مستعمل ہے۔ پولس کا دعویٰ خود مسیحیت پر ضرب لگاتا ہے کیونکہ تورات عبرانی اور انجیل رومی زبانوں میں لکھی گئی تھی اور مسیحیوں کی کثیر تعداد ان زبانوں کو نہیں سمجھتی ہے۔ قرآن مجید کہیں "یا ایها الناس" اور کہیں "یا ایها الذین" سے خطاب کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مسلم و غیر مسلم، تمام اقوام کے لیے ہے۔
- قرآن مجید کے سات مقامات پر اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمار کھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ساری انسانیت کے پیغمبر ہیں۔ اسی طرح متعدد احادیث میں خود نبی اکرم ﷺ نے بھی اعلان فرمار کھا ہے کہ میں ساری انسانیت کا نبی ہوں۔
- پولس انطاکی کا دعویٰ ہے کہ قرآن کی رو سے پیغمبر اسلام ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسلام کو قبول کرنا اور مسیحیت کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ دعویٰ باطل ہے کیونکہ قرآن مجید میں مسیحیوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے عقائد کی نفی کی گئی ہے۔ ان میں عقیدہ تثلیث، عقیدہ ابنیت، عقیدہ مصلوبیت، مسیح علیہ السلام

کی الوہیت اور مسیح علیہ السلام سے متعلق عیسائیوں کی مبالغہ آرائی سے متعلق امور شامل ہیں۔اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کا پیغام مسیحیوں کے لیے بھی ہے۔

- پولس انطاکی کا دعویٰ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے مسیحیوں کو اسلام کی دعوت نہیں دی تھی۔یہ دعویٰ غلط ہے کیونکہ قرآن مجید میں آپ ﷺ کو اہل کتاب کے ساتھ مجادلہ احسن کا حکم دیا گیا ہے۔اسی حکم کے پیش نظر آپ ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مجادلہ کیا تھا۔اس کے علاوہ آپ ﷺ نے حبشہ، مصر اور روم کے عیسائی حکمرانوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہوئے خطوط لکھے تھے۔یہ بھی مسیحیوں کے لیے نبی ﷺ کی دعوت و تبلیغ کا نمونہ ہے۔
- اہل کتاب کے بارے میں قرآن مجید کا حکم ہے کہ جب تلک یہ دینِ حق یعنی اسلام کو قبول نہیں کر لیتے تب تلک ان سے جزیہ وصول کیا جائے۔اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی رو سے دینِ مسیح منسوخ ہو چکا ہے اور ان کے لیے اسلام قبول کرنا ضروری ہے۔
- نبوتِ محمدیہ کی آفاقیت اور عالم گیریت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ خود نبی اکرم ﷺ نے فرمار کھا ہے کہ قیامت سے قبل میرا دین دنیا کے پر کونے پر غالب آئے گا۔لہٰذا پولس انطاکی کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت و رسالت محض عرب تک محدود تھی۔پولس کے مابعد مستشرقین کا بھی یہ دعویٰ غلط ہے کہ آپ ﷺ نے عرب کی حدود سے آگے بڑھ کر کبھی کسی دوسری قوم کو اسلام قبول کرنے کی دعوت نہیں دی تھی۔

المختصر قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، سیرت النبی ﷺ اور دیگر قرآنی آیات کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ عالم گیر اور آفاقی نبوت کے حامل تھے اور پولس انطاکی کا دعویٰ باطل ہے۔آخر میں تھامس ولیم آرنلڈ (T.W Arnold) کا یہ اقتباس پیش کرنا فائدے سے خالی نہ ہوگا کہ:

"لیکن اسلام کا پیغام صرف عرب کے لیے نہیں تھا بلکہ پوری دنیا اس کے حصے میں شامل تھی۔چونکہ اس کے پیغام کے مطابق صرف ایک خدا تھا اس لیے تمام انسانوں کے لیے مذہب بھی ایک ہی ہونا چاہیے تھا جس کی طرف سب انسانوں کو دعوت دی جاتی۔یہ آفاقی دعویٰ تھا تمام انسانوں اور اقوام پر لاگو ہوتا تھا اور اس کا عملی مظاہرہ ان خطوط کے ذریعے ہوا تھا جو آپ ﷺ نے مبینہ طور پر 688ء میں اپنے عہد کی بڑی باثر شخصیات کو ارسال فرمائے تھے"[58]۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] اس کے مخطوطے پیرس کی لائبریری میں موجود ہیں اور ان کے سیریل نمبرز مندرجہ ذیل ہیں:
MS Paris, BNF – Arabe 204, fols 49v-66r (1336)
MS Paris, BNF – Arabe 214, fols 48r-65r (1538)

MS Paris, BNF – Arabe 215, fols 203r-223r (1590)
MS Beirut, Bibliothèque de l'Université St Joseph – 946 (1856)

[2]آل عمران:85

[3]مقالہ نگار کے مطابق ارباب کلیسیا کے اس مؤقف کو فلسفہ مابعد جدیدیت کی خام صورت قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ اس مؤقف کی رو سے پیغمبر اسلام ﷺ ایک سچے نبی تھے، لیکن مسیحی علماء کے مطابق ان کا دعویٰ نبوت مہابیانیہ نہیں تھا۔

[4]اس ضمن میں مستشرقین کی تحریروں کے تفصیلی حوالہ جات کے لیے دیکھیے:
John Tolan, Sons of Ishmael, University Press of Florida, Gainesville, (2008), 19.

[5]یوسف:2
نیز دیکھیے:
Arne Ambros, A Concise Dictionary of Koranic Arabic, Reichert Verlag Press, Wiesbaden (2004), P. 28, 29

[6]طٰہ:113

[7]ابراہیم:4

[8]الجمعۃ:2

[9]المائدہ:112تا115

[10] وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ

ترجمہ: ور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہر گز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں سے ہوگا۔ (آل عمران:85)

[11] Miur, The Caliphate, P. 43,44

[12] A J winsinck, The Muslim Creed, Cambridge University Press, (1932), P, 07

[13] الشوریٰ:7

[14] یوسف:2

[15] الاعراف:158

[16] William Montgomery Watt, Companion to the Quran, One World, New York, (1994), preface

[17] William Montgomery Watt, Thoughts on Muslim-Christian Dialogue, The Muslim World, Volume: 57, Issue: 1, (January 1967), P. 19-23

[18] Edward Gibbon, The Decline and fall of the Roman Empire , Chapter: 50, P.646

[19] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات قرآنی، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، (2009ء)، ص114تا116

[20] یہی نکتہ امام رازی نے بھی پیش کیا ہے۔ دیکھیے: الرازی، محمد بن عمر، تفسیر الکبیر (تفسیر رازی) دار الکتب العلمیۃ، طہران، (1900ء)، ج 19، ص80

[21]القرافی، شہاب الدین، احمد بن ادریس، الاجوبۃ الفاخرۃ عن الاسئلۃ الفاجرۃ، تحقیق: ناجی محمد داؤد، جامعۃ ام القریٰ، مکۃ المکرمۃ، 1405ھ/(1985ء)، ص151،150

[22]امام قرافی کے الفاظ میں "ان التوراۃ نزلت باللسان العبرانی والانجیل بالرومی"۔(الاجوبۃ الفاخرۃ عن الاسئلۃ الفاجرۃ

الفاخرہ، ص151)

23الاجوبۃ الفاخرۃ عن الاسئلۃ الفاجرۃ، ص156

24الشعراء:214

25الاجوبۃ الفاخرۃ عن الاسئلۃ الفاجرۃ، ص156

26ابن تیمیہ، الجواب الصحیح، دار العاصمۃ، الریاض، (1999ء)، ج1، ص189

27ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، مطبعۃ نھضۃ، مصر، ج2، ص593

28الاعراف:158

29سبا:28

30الانبیاء:107

31الفرقان:1

32التوبۃ:33۔الفتح:28

33آل عمران:110

34ابراہیم:1

35ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج4، ص262۔ محمد بن جریر طبری، تاریخ الرسل والملوک، واقعات 6 ہجری، ج3، ص85

36 صحیح بخاری، ح:335، 438، 3122۔ صحیح مسلم، ح:1163۔

37 صحیح مسلم، ح:153

38 المائدہ:73

39 النساء: آیت171

40 المائدہ:17

41 التوبۃ:30۔آل عمران: آیت59

42 النساء:157۔آل عمران:55

43 البقرہ:285

44 النساء:150تا153

45 البقرہ:89

46 العنکبوت:46۔النحل:125۔ مسلمان علماء کا اتفاق ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انہی آیات کی رو سے اہل کتاب کے ساتھ گفت و شنید فرمائی تھی اس لیے عصر حاضر میں بھی اس کا اجراء ہونا چاہیے۔ دیکھیے: خالد بن عبد القاسم، الحوار مع اہل الکتاب، دار المسلم، الریاض، (1414ھ)، ص179

47 تفصیل کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر احمد علی عجیبۃ، نصاریٰ نجران بین المجادلۃ والمباہلۃ، دار الآفاق العربیۃ، قاہرہ، (2004ء)، ص61تا186

48آل عمران:64

49فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب، دار الفکر للطباعۃ والنشر، بیروت، (1981ء)، ج8، ص94

50ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت، (1968ء)، ج1، ص258

51 سنن ابو داؤد، ح: 4309

52 تفصیلات کے لیے دیکھیے: صحیح بخاری، ح: 2941۔ صحیح مسلم، ح: 1773

53 محمد بن جریر طبری، تاریخ الرسل والملوک، دار المعارف، مصر، طبع چہارم، ج2، ص 625

54 الطبقات الکبریٰ، ج1، ص 260،261

55 دیکھیے: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، سیاسی وثیقہ جات، اردو مترجم: مولانا ابو یحیٰ امام خان نوشہروی، مجلس ترقی ادب، لاہور، (2005ء)

56 التوبۃ: 29

57 دیکھیے: عثمان صبری، الجزیہ فی عہد الرسول، دراسۃ تاریخیۃ، جامعۃ النجاح الوطنیۃ، نابلس، فلسطین، (2009ء)، ص 30 تا 67

58 T W Arnold, The Preaching of Islam, Constable and Company, London, (1913), Second dition, Revised and Enlarged,P. 29